قرآنی طرز زندگی کی تشکیل میں خواتین کا کردار

سیدہ فریحہ زہرا*

Abstract

Woman forms the basic component of any society. She is central to the diversity and scintillating nature of universe. It is in this backdrop that the holy Quran has highlighted the greatness of woman, terming her existence as guarantor of society's formation, building and survival. The significance of woman is in no way less than man, rather sometimes she probably becomes more important than man because a man after gaining knowledge can become beneficial for his family at the most whereas impacts of woman's education spread to city and society besides influencing her own home and family. Only a better woman can lay the foundations of human civilization. This research paper is based on three parts. Firstly, it talks about the individual character of woman, discussing her responsibilities in personal capacity when she engages in reforming herself and becoming acquainted with Islamic teachings, and it is after this that she can play role in the development of a society. In the second part, her family role has been discussed because a woman can play constructive role in various ways in the development and formation of an effective and dignified family. Thirdly, her collective role has been debated and it is said that she can play unique role in the collective as well as societal progress and development. In order to prove the point, the author has given some historical evidences and presented role models of some highly respected and venerated figures such as Hazrat Asiya, Hazrat Maryam, Hazrat Khadija, Hazrat Fatima and Hazrat Zainab.

Key words: Woman, Family, Society, Character, Training, Civilization

عورت معاشرے کی بنیادی اکائی ہے کائنات کی رنگارنگی اور تنوع میں عورت کا کلیدی کردار ہے اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن نے جا بجا عورت کی عظمت اور اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور عورت کے وجود کو معاشرے کی تشکیل، تعمیر اور بقا کا ضامن قرار دیا ہے عورت کی اہمیت کسی لحاظ سے بھی مرد سے کم نہیں بلکہ

* بی۔ایس سٹوڈنٹ شعبہ معارف وعلوم قرآن جامعۃ المصطفی العالمیہ، اسلام آباد

بسا اوقات شاید کہیں زیادہ ہوتی ہے کیونکہ ایک مرد علم حاصل کر کے زیادہ سے زیادہ اپنے گھر کے لیے فائدہ دے سکتا ہے جبکہ عورت کی تعلیم کے اثرات گھر اور گھرانے سے بڑھ کر شہر اور معاشرے تک پھیل جاتے ہیں۔ایک بہترین عورت ہی انسانی تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھ سکتی ہے۔ یہ مقالہ تین حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصے میں عورت کے فردی کردار کو بیان کیا گیا ہے فردی کردار میں عورت کی انفرادی ذمہ داریوں کو مورد بحث قرار دیا ہے جب عورت اپنی ذات کی اصلاح کرے اور اسلامی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرے تو معاشرے کو ترقی سے ہمکنار کر سکتی ہے ۔دوسرے حصے میں عورت کے خاندانی کردار کو بیان کیا گیا ہے با وقار اور اثر انگیز خاندان کی تشکیل اور تعمیر میں عورت مختلف روپ میں مثبت کردار ادا کرتی ہے۔ تیسرے حصے میں عورت کا اجتماعی کردار بیان کو بیان کیا ہے کہ عورت اجتماعی اور معاشرتی ترقی میں فقید المثال کارنامہ انجام دے سکتی ہے اس بات کی توثیق کے لیے چند ایک تاریخی شواہد اور نمونے بھی پیش کئے گئے ہیں مثلاً حضرت آسیہ ،حضرت مریم سلام اللہ علیہا ،حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا ،حضرت زہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا جیسی عظیم خواتین مذکور ہیں۔

مقدمہ

قرآنی طرز زندگی کو معاشرے میں فروغ دینے میں ہمیشہ خواتین کا کلیدی کردار رہا ہے خاص طور پر خاندانی اور عائلی نظام زندگی کو منظم اور موثر بنانے میں اور اسلامی آداب و رسوم کو پرچار کرنے میں خواتین کی خدمات قابل قدر ہیں۔عورت کے جملہ خصائص اور فضائل سے پردہ کشائی سے پہلے ضروری ہے کہ ہم طرز زندگی اور مفہوم حیاتِ انسانی کو سمجھیں۔اس لیے یہاں چند اصطلات کی وضاحت ضروری ہے۔

لغوی معنی :

طرز طریقہ کار اور ترتیب کے معنٰی میں اور زندگی حیات کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔[1]

اصطلاحی معنی:

اچھے طریقہ کار کو طرز کہا جاتا ہے، جبکہ قرآنی طور طریقے سے علم و آگاہی اور اہداف کے حصول کی سعی زندگی کہلاتی ہے پس جو زندگی قرآنی اصولوں اور قرآنی طور طریقوں کے مطابق گزاری جائے اس کو قرآنی طرز زندگی کہا جاتا ہے۔[2]

کردار کا لغوی معنی:

ہر وہ کام یا عادت جو انسان ہمیشہ کرے۔[3]

اصطلاحی تعریف:

کردار سے مراد انسان کے مسلسل ایسے افعال جن کے اثرات ہمیشہ مترتب ہوتے ہوں۔[4]

قرآن کی نگاہ میں عورت کا مقام

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ [5]

ترجمہ: جو نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے لئے بہترین اعمال کے بدلے میں ہم انہیں ضرور اجر دیں گے۔[6]

کوئی شخص جہاں بھی کسی حالت میں بھی ایمان کے ساتھ نیک عمل بجالائے تو قرآن کے مطابق اللہ تعالیٰ اسے ضرور اجر عظیم عطا کرے گا۔ گویا معیار "ایمان اور عمل صالح" ہے اس کے علاوہ کسی بھی قسم کی قید و شرط نہیں ہے۔

ایمان اور عملِ صالح کی بنیاد پر وجود میں آنے والا معاشرہ تمام تر مشکلات سے پاک رہتا ہے ایک طرف امن و خوشحالی ہوتی ہے اور دوسری طرف خدا انہیں ان کے بہترین عمل کے مطابق جزا و ثواب دیتا ہے۔[7]

مرد اور عورت کی برابری

مرد اور عورت کی برابری کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ [8]

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا پھر تمہیں قوموں اور قبائل میں قرار دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، تم میں سب سے زیادہ عزت دار اللہ کے نزدیک یقیناً وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، اللہ یقیناً خوب جاننے والا، باخبر ہے۔[9]

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ [10]

ترجمہ: جو برائی کا ارتکاب کرے گا اسے اتنا ہی بدلہ ملے گا اور جو نیکی کرے گا وہ مرد ہو یا عورت اگر صاحب ایمان ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے جس میں انہیں بے شمار رزق ملے گا۔[11]

اس آیہ میں ایمان اور عمل صالح کے لازم وملزوم ہونے کی یاددہانی کرائی جارہی ہے اور یہ بھی باور کرایا ہے کہ انسانی اقدار کے لحاظ سے اللہ کی بارگاہ میں مرد و عورت برابر ہیں۔[12]

بلاشک وشبہ جسمانی وروحانی اعتبار سے مرد وعورت میں بہت فرق ہے اسی لئے ان کی سماجی ذمہ داریاں مختلف ہیں اور ہر کسی کا اپنا الگ کام ہے لیکن سماجی تفریق مقام انسانیت یا بارگاہ خداوندی میں ان کے جداگانہ مقام ومرتبے کی تنقیص پہ دلیل نہیں ہے اس لحاظ سے دونوں برابر ہیں مرد ہو یا عورت ایمان، عمل صالح اور تقویٰ میں دونوں یکساں طور پر اپنا مقام پیدا کر سکتے ہیں اس آیت میں اس حقیقت کا بیان ہے کہ عورت کے مقام ومرتبے کے بارے میں غیر منطقی باتیں کرنے والے لوگ گذشتہ یا موجودہ زمانے میں جو شک رکھتے ہیں یا عورت کو کم تر سمجھتے تھے۔ اس آیت نے ان کی بولتی بند کر دیا یہ ثابت کر دیا کہ تنگ نظر لوگوں کی سوچ کے برخلاف اسلام تمام جہات میں مردوں کی برتری کا قائل نہیں بلکہ جس قدر مردوں سے اس کا تعلق ہے اسی قدر عورتوں سے بھی ہے اور مرد اور عورت دونوں عمل صالح کی طرف گامزن ہوں اور جذبہ ایمانی سے سرشار ہوں تو دونوں یکساں طور پر "حیات طیبہ" کے حامل ہوں گے اور دونوں خدا کی بارگاہ میں مساوی اجر وثواب سے بہرہ مند ہوں گے اور ان کی اجتماعی حثیت بھی یکساں ہو گی۔ ہاں البتہ جو ایمان و عمل صالح کو معیار قرار دئے بغیر برتری کی خواہش کرے اس کے لئے "حیات طیبہ" نصیب نہیں ہو گی۔[13]

اسلام سے پہلے عورت کی کوئی اہمیت نہیں تھی عورت کو زندہ درگور کیا جاتا تھا عورت کی نہ تو گواہی قبول کی جاتی تھی اور نہ ہی اسے میراث کا حق دار سمجھا جاتا تھا۔

جبکہ معاشرے کی ترقی میں عورت کا بہت بڑا کردار ہے اور اس اہمیت کی بنیاد پر اسلام نے اسے رفعت اور بلندی عطا کیا ہے قرآن مجید میں خداوند متعال فرماتا ہے: وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ [14]

ترجمہ: اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جاتی ہے تو غصے کے مارے اس کا منہ کالا ہو جاتا ہے۔[15]

اسلام نے عورت کو قعر مذلت سے نکال کر عروج تک پہنچایا ہے اور اس کی گواہی کو قبول کیا اور اسے میراث کی حقدار قرار دیا اور اتنا بلند مقام دیا کہ مردوں کے برابر لا کھڑا کیا اسے مردوں جیسے حقوق ملے۔[۱۶]

اسلام نے اس جاہلانہ غرور اور مختلف قبائلی انساب پر فخر کرنے کے کلچر کو ختم کیا آج سب لوگ چاہے کالے ہوں یا سفید، قریشی ہوں یا عربی و عجم سب آدم کی نسل سے ہیں۔ قیامت کے دن خدا کے نزدیک وہ شخص زیادہ محترم و محبوب ہوگا جو زیادہ متقی، پرہیز گار اور خدا کی اطاعت کرنے والا ہوگا[۱۷]۔

عورت کی ذمہ داریاں

اسلامی معاشرے میں مرد و زن کے لئے میدان کھلا ہوا ہے اس کی دلیل وہ اسلامی تعلیمات اور وہ اسلامی احکامات ہیں جو مرد و عورت کے لئے یکساں طور پر سماجی ذمہ داریوں کا تعین کرتے ہیں۔

رسولِ خدا ﷺ فرماتے ہیں "جو شخص شب و روز گزارے اور مسلمانوں کے امور کی فکر میں نہ رہے وہ مسلمان نہیں ہے" یہ حکم صرف مردوں سے مخصوص نہیں ہے عورتوں کے لئے بھی ہے کہ مسلمانوں کے امور، اسلامی معاشرے کے مسائل اور عالم اسلامی کے معاملات بلکہ پوری دنیا میں پیش آنے والی مشکلات کے سلسلے میں اپنے ذمہ داری کا احساس کریں اور اس کے لئے اقدام کریں کیونکہ یہ ایک اسلامی فریضہ ہے حضرت زہراؑ جو بچپن سے ہجرت تک اور ہجرے کے بعد بھی مدینے میں رسول ﷺ کو پیش آنے والے تمام معاملات میں اپنا کردار ادا کرتی ہوئی نظر آتی ہیں یہ ایسا نمونہ ہے جو عورتوں کے کردار کو ظاہر کرتا ہے۔[۱۸]

معاشرے کی ترقی میں عورت کا کردار

عورت اور معاشرے میں اس کے ساتھ ہونے والے برتاؤ کا موضوع مختلف معاشروں اور مختلف تہذیبوں میں زیر بحث رہا ہے دنیا کی آدھی آبادی عورتوں پر مشتمل ہے سماجی خوشحالی میں مرد سے زیادہ عورت فعال کردار ادا کرتی ہے اسلام نے عورت کو مردوں کے برابر لا کھڑا کیا ہے جس طرح معاشرے کی ترقی کا انحصار مرد پر ہے اسی طرح عورت پر بھی ہے معاشرے میں ہر عورت فطری طور پر خلقت کے انتہائی اہم امور سنبھال رہی ہے خلقت کے بنیادی امور جیسے زچگی، امور خانہ داری اور تربیتِ اولاد عورتوں کے ہاتھ میں ہے[۱۹] اگر ایک عورت نہایت سنجیدگی سے اپنے فرائض کو انجام دے تو ہر معاشرہ کمال کی منزلیں آسانی سے طے کر سکتا ہے۔

۱: معاشرے میں عورت کا فردی کردار

خودسازی

ایک عورت جو معاشرے کو عروج تک پہنچاسکتی ہے اس کی بنیادی فردی ذمہ داری خود سازی ہے جب ایک عورت خود کو تربیت کے لحاظ سے کامل و اکمل بنائے گی تو معاشرے کی اصلاح بہتر طریقے سے کرسکے گی لہذا سب سے پہلے خود اپنے کردار کو ہر لحاظ سے مضبوط بنائے تاکہ ایک قرآنی معاشرے کو تشکیل دے سکے۔[۲۰]

تعلیم کا حصول

اسلامی معاشرہ تشکیل دینے کے لیے عورت کو جدید طرز تعلیم سے آشنائی اور تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے دینوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیمات سے بھی واقف ہونا چاہیے تاکہ معاشرے میں علم کی ترویج اور تربیتی امور کی انجام دہی میں بہتر کردار ادا کرسکے۔[۲۱]

قومی ترقی میں عورت کا کردار

ملک کی نصف سے زیادہ آبادی عورتوں پر مشتمل ہے عورتوں کے حقوق کے کو محفوظ کئے بغیر معاشرے کی ترقی ممکن نہیں لہذا عورتوں کو سماجی اقدار و روایات سے واقف ہونا ضروری ہے تاکہ وہ اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کرسکیں اور مثالی معاشرے کے قیام میں مثبت قدم اٹھاسکیں۔[۲۲]

عورت کے پردے کا سماجی وقار میں کردار

مکتب اسلام میں مرد اور عورت کے درمیان ایک حجاب اور حدبندی قائم کی گئی ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورتوں کی دنیا مردوں کی دنیا سے الگ ہے۔ نہیں بلکہ عورت پردے میں رہ کر مردوں کے ساتھ ہر میدان میں کام کرسکتی ہے کیونکہ حجاب کا مطلب عورت کو الگ تھلگ کردینا نہیں ہے اگر حجاب کے سلسلے میں کسی کا یہ نظریہ ہے تو یہ سراسر غلط ہے حجاب درحقیقت معاشرے میں مرد اور عورت کو ضرورت سے زیادہ اختلاط سے روکنے کا نام ہے ضرورت سے زیادہ قربت معاشرے، مرد اور عورت دونوں، بالخصوص عورت کیلئے تباہ کن نتائج کی حامل ہوتی ہے اسلام عورت کی عفت و پاکدامنی پر خاص تاکید کرتا ہے مردوں

میں بھی پاکدامنی ہونی چاہیے جہاں عورت کو عریانیت میں مبتلا کر دیا جاتا ہے سب سے پہلے تو خود عورت کی سلامتی اور اس کا تحفظ اور دوسرے مرحلے میں مردوں اور نوجوانوں کی سلامتی خطرے میں پڑ جاتی ہے لہذا معاشرے کو ان مسائل سے بچانے کے لئے عورت اپنے حجاب کے ذریعے بہت اہم کردار ادا کر سکتی ہے ایک عورت مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتے ہوئے اور اس کے ساتھ اپنے دین و ایمان، عفت و پاکدامنی، تقوی و پرہیز گاری، عزت و وقار، سنجیدگی و متانت، اپنی عزت و حرمت اور شخصیت و تشخص کو برقرار رکھ کے معاشرے کو عروج تک پہنچا سکتی ہے اسی ضرورت اور اہمیت کے پیش نظر اسلام نے حجاب کا اہتمام کیا ہے۔[۲۳]

سیدہ عالم حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اپنی گفتار اور کردار کے ذریعے پردے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ آپ (س) کا گھر مسجد نبوی ﷺ سے بالکل متصل تھا لیکن آپ مکمل حجاب میں بھی اپنے والد بزرگوار کے پیچھے نماز جماعت میں شرکت یا آپؐ کے موعظہ سننے کے لیے مسجد نہیں جاتی تھیں بلکہ امام حسنؑ جب مسجد سے واپس آتے تھے اکثر رسولِ خداؐ کے خطبے ان سے سنتی تھیں۔ ایک مرتبہ پیغمبر ﷺ نے منبر پر یہ سوال کیا کہ عورت کے لیے سب سے بہتر کیا چیز ہے؟ یہ بات سیدہ سلام اللہ علیہا تک پہنچی تو آپ نے جواب دیا کہ عورت کے لیے سب سے بہتر بات یہ ہے کہ نہ اس کی نظر کسی غیر محرم پر پڑے اور نہ کسی غیر محرم کی نظر اس پر پڑے۔ رسولِ خداؐ کے سامنے جب یہ جواب پیش ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کیوں نہ ہو، فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا ٹکرا ہیں"۔[۲۴]

عورت کا خاندان میں کردار

خاندان کو عورت ہی چلاتی ہے کنبے کی تشکیل کا بنیادی عنصر عورت ہے نہ کہ مرد۔ مرد کے بغیر ممکن ہے کہ کنبہ موجود ہو کیونکہ اگر ایک خاندان سے مرد فوت ہو جائے تو عورت خاندان کو بکھرنے سے بچا لیتی ہے لیکن اگر خاندان میں عورت نہ ہو تو مرد خاندان کو محفوظ نہیں رکھ سکتا کنبے اور خاندان کی بقا کی ضامن عورت ہے۔

ماں کا مسئلہ ہو، بیوی کا مسئلہ، گھر اور خاندان کا مسئلہ بہت ہی اہم اور حیاتی نوعیت کا ہے یعنی اگر عورت کسی شعبے میں تو مہارت حاصل کر لے لیکن گھر کی ذمہ داریاں ادا نہ کر سکے تو یہ اس کا بہت بڑا نقص شمار ہو گا۔ ضروری نہیں ہے کہ عورت گھر سے باہر جا کر ہی معاشرے کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرے بلکہ وہ گھر کے اندر رہ کر بھی ایک اسلامی معاشرہ تشکیل دینے میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہے۔

اگراسلامی معاشرہ عورتوں کی اسلامی تربیت کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس سے بچوں کی بہتر تربیت اور پرورش ممکن ہو سکے گی اور گھر کی فضا زیادہ پاکیزہ اور محبت آمیز ہو جائے گی اسلام گھر کے اندر کے فرائض اور شوہر و بچوں سے برتاؤ کی نوعیت سے عورتوں کو بہتر طریقے سے آگاہ کرتا ہے ایسی عورتیں بھی ملتی ہیں جو صبر و تحمل، حلم و بردباری، عفوودر گزر اور رواداری جیسے اعلیٰ صفات کی حامل تو ہیں لیکن بچوں اور شوہر کے سلسلے میں ان کا رویہ درست نہیں ہے امور خانہ داری اور تربیت اولاد کے علاوہ مذکورہ بالا تمام اوصاف عورت کی شناخت نہین بن سکتے۔ عورتوں کی تربیت جس قدر بہتر اور اسلامی طریقے سے ہو گی خاندانی زندگی میں عورت بہتر کردار ادا کر سکے گی ایک عورت اپنی اولاد کی بہترین تربیت کر کے معاشرے کو بہترین بیٹی فراہم کر سکتی ہے عورت گھر میں رہ کر معاشرے کو بہترین ماں دے سکتی ہے۔[۲۵]

عورت کا کردار بیٹی کے عنوان سے

بیٹی ہونے کے ناطے عورت اپنے گھر کی محافظت مین نمایاں کردار ادا کر سکتی ہے بیٹی کے روپ میں عورت کے کردار کو قرآن نے بطور مثال پیش کیا ہے۔

وَلَمَّا وَرَدَ مَاء مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْه أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ امْرَأتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّى يُصْدِرَ الرِّعَاء وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ---فَجَاءتْه إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاء قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَاءه وَقَصَّ عَلَيْه الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ [۲۶]

ترجمہ: اور جب وہ مدین کے پانی پر پہنچے توانھوں نے دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہی ہے اور دیکھا ان کے علاوہ دو عورتیں اپنے جانور روکے ہوئے کھڑی ہیں، موسیٰؑ نے کہا: آپ دونوں کا کیا مسئلہ ہے ؟ وہ دونوں بولیں: جب تک یہ چرواہے (اپنے جانوروں کو لے کر واپس نہ چلے جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتیں اور ہمارے والد بوڑھے ہیں۔ پھر ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک حیا کے ساتھ چلتی ہوئی موسیٰ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ آپ کو ہمارے جانوروں کو پانی پلانے کے عوض اجرت دیں، جب موسیٰ ان کے پاس آئے اور اپنا سارا قصہ انہیں سنایا تو وہ کہنے لگے: خوف نہ کرو، تم اب ظالموں سے بچ چکے ہو۔[۲۷]

یہ واقعہ حضرت موسیٰ اور حضرت شعیبؑ کی بیٹیوں کا ہے کہ جب حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ وہ اتنی عظیم بیٹیاں اور باہمت لڑکیاں ہیں کہ اپنے والد گرامی کی ضعیفی کے باعث خود اپنے جانوروں کی دیکھ بھال کر

کے اپنے خاندان کا معاشی سہارا بننے کے ساتھ ساتھ شرم وحیا کا مکمل خیال رکھنے والی ہیں توانھوں نے ان کی مدد کی اور پھر انھوں نے دیکھا کہ ان دونوں میں سے ایک نہایت حیا سے چلتی ہوئی آرہی ہے اس کے انداز سے ظاہر تھا کہ اسے ایک جوان سے باتیں کرتے ہوئے شرم آرہی ہے حضرت شعیبؑ کی بیٹی نے فقط ایک جملہ کہا کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ نے جو ہماری بکریوں کے لئے کنویں سے پانی کھینچا تھا اس کا معاوضہ دیں۔[۲۸]

کبھی یہ بیٹیاں کار رسالت میں ایسی معاون بنیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ کو فرمانا پڑا "أم أبیها"[۲۹] (فاطمہؑ) اپنے باپ کی ماں ہے۔یعنی فاطمہ نے پیغمبر اکرم ﷺ کا ایک ماں کی طرح خیال بھی رکھا اور ان کے مقصد میں ساتھ دیا۔

جناب فاطمہ زہراؑ نے ایسے گھر میں پرورش پائی تھی جو کہ والد گرامی کی شفقتوں سے معمور تھا لیکن آپ کے بابا کے کاندھوں پر نبوت کا ایسا بار تھا کہ جسکو برداشت کرلینا پہاڑوں کی بس میں بھی نہ تھی لیکن جتنے بھی مصائب آئے آپ نے ہر طرح سے اپنے بابا کا ساتھ دیا اور ان مصائب کو احسن طریقے سے برداشت کر کے دنیا کو بتادیا بیٹی بھی اثر انگیز صلاحیتوں کی حامل ہوتی ہے۔[۳۰]

عورت کا زوجہ کے عنوان سے کردار

ایک عورت بہترین زوجہ کی صورت میں اچھی شوہر داری کر کے معاشرے کی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

ایک اچھی بیوی کے کیا کیا اوصاف ہونے چاہیے اس کے بارے میں خداوند متعال ارشاد فرمارہا ہے:

عَسَى رَبُّه إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَه أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا[۳۱]

ترجمہ: اگر نبیؐ تمہیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ اس کا رب تمہارے بدلے اسے تم سے بہتر بیویاں عطا فرمادے جو مسلمان، ایماندار، اطاعت گزار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار اور روزہ رکھنے والیاں ہوں خواہ شوہر دار ہوں یا کنواری۔[۳۲]

اس آیت میں اچھی بیوی کے چھ اوصاف بیان ہوئے ہیں۔

۱: اسلام: یعنی مسلمان ہو۔

۲: ایمان: یعنی ایسا عقیدہ جو انسان کے دل کی گہرائیوں میں نفوذ کر جائے۔

۳: قانتات: یعنی تواضع وانکساری اور شوہر کی اطاعت کرنے والی ہو۔

۴: تائبات: یعنی اگر اس سے کوئی غلط کام سرزد ہو جائے تو وہ عذر خواہی کرے اور اپنی غلطی پر اصرار نہ کرے۔

۵: عابدات: خدا کی ایسی عبادت کرے جس سے اس کی روح کو سنور جائے اور اسے پاکیزہ بنادے۔

۶: مطیعات: خدا کے حکم کی اطاعت اور ہر قسم کے گناہ سے پرہیز کرنے والی ہو۔ [۳۳]

امام رضا فرماتے ہیں "مرد کے لئے ایسی نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے کہ جب وہ اسے دیکھے تو خوش کر دے اور اس کی غیر موجودگی میں اپنی اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔ [۳۴] عورت زوجہ کی حیثیت سے بھی اسلامی معاشرے کی تشکیل میں بہت اہم کردار ادا کر سکتی ہے اگر مرد کو گھر سے مکمل توجہ ملے اور دن بھر کی تھکاوٹ کے بعد اسے پر سکون ماحول میسر ہو تو معاشرے میں پیدا ہونے والے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے اور کوئی بھی مرد اپنی زوجہ کے علاوہ کسی دوسری عورت کے بارے میں نہیں سوچے گا۔

اگر خانوادگی زندگی میں افکار اور اہداف ہم آہنگی ہوں تو ایسی زندگی ہر زاویہ سے فرحت بخش اور سود مند ہو گی اس کی بارز ترین مثال جناب زہرا و حضرت علیؑ کی حیات طیبہ ہے تمام تر فضیلتوں اور کمالات کے باوجود جناب زہرا سلام اللہ علیہا حضرت علی علیہ السلام کا اسقدر احترام کرتی تھیں جس طرح ایک مسلمان عورت اپنے امام کا احترام کرتی ہے۔ ان کے مقام و منزلت سے مکمل طور پر واقف تھیں ان کے حقوق کی پاسبان تھیں۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا جانتی تھیں کہ اللہ کے رسول کے بعد سب سے زیادہ خدا کا محبوب ترین ہستی ان کے شوہر نام دار تھے اور تمام اوصاف و کمالات میں بے مثل و بے نظیر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت زہرا نے حضرت علی کی خلافت اور امامت کو بچانے کے لیے ہر ممکن طاقت کا استعمال کیا اور محافظہ امامت بن کے ہر سطح پر اپنا احتجاج جاری رکھا۔ اور صحیح معنوں میں حقِ زوجیت کو ادا کیا۔

اگر ہم بطور شوہر حضرت علی علیہ السلام کے کردار پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام بھی حد سے بڑھ کر جناب زہرا سلام اللہ علیہا کا خیال رکھتے تھے ان کا احترام کرتے تھے ان کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے ان کے احساسات اور جذبات کا خاص خیال رکھتے تھے یہاں تک کہ حقِ ہمسری میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت ہونے نہیں دیا۔ یہ سب کچھ اپنی زوجہ ہونے کی بناء پر نہیں کیا بلکہ کائنات کی کل عورتوں کی سردار ہونے کی بنا پر رسول کو بار بار فاطمہ کے احترام میں کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا تھا اور تمام تر اوصاف و کمالات کی مصداق اتم ہونے کی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام نے ان کے احترام کو اپنے اور فرض سمجھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے حق ہمسری ادا کر کے دنیا کو باور کرایا کہ فاطمہ انہی خاطر داریوں کی سزوار تھیں۔ جناب سیدہ کے بارے میں آپ نے ان الفاظ میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔

اللہ کی قسم میں نے زندگی میں کبھی ان پر غصہ نہیں کیا اور نہ ہی میں کسی معاملے میں ان سے ناراض ہوا یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے رحلت کر کے گئیں اور نہ وہ کبھی مجھ سے ناراض ہوئیں اور نہ کبھی میری کسی بات سے برہم ہوئیں انھوں نے کبھی میری نافرمانی نہیں کیں جب کبھی میں ان کے چہرے کو دیکھتا تو میرے دکھ درد ختم ہو جاتے اور مجھے سکون مل جاتا۔[۳۵]

عورت کا کردار ماں کے عنوان سے

صالح اولاد کی تربیت کے ذریعے عورت اسلامی معاشرے کی ترقی میں بہت اہم کردار ادا کر سکتی ہے دین کے اصولوں کے مطابق اولاد کی تربیت کرے تو معاشرے کو بہترین بیٹی اور بہترین مرد دے سکتی ہے ہر مرد کی کامیابی کا دارومدار عورت ہے اسی لیے یہ مقولہ مشہور ہے کی ہر کامیاب مرد کی کامیابی کے پیچھے کسی عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔

(i)۔بچوں کی تربیت ایک اہم فریضہ

تربیت دو طرح کی ہوتی ہے: ایک تربیت ایسی ہے جس کا سرا دین سے ملتا ہے دوسری تربیت کا تعلق تجربہ اور علومِ بشری سے ہوتا ہے مربی حضرات کے بقول دین کی تعلیمات کو شامل کئے بغیر تربیت کے تمام اہداف و مقاصد کا حصول ممکن نہیں ہے۔اسی اہمیت کے پیش نظر بعض لوگوں نے تربیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

تعلیم کے ایسے منظم اصول وضع کئے جائیں جن کا مقصد یہ ہو کہ کسی شخص کے خدا اور کائنات کے بارے میں اعتقاد کو درست کرے اور انسان کو خدا سے قریب کرے اور انسانوں کو آپس مین مل جل کر رہنے کے طریقے سکھائے جائیں۔[۳۶]

گھر اور خاندان میں عورتوں کا بہت بڑا فریضہ بچوں کی تربیت کرنا ہے لیکن جو عورتیں گھر سے باہر رہ کر اپنی سرگرمیوں کی وجہ سے ماں بننے سے گریز کرتی ہیں وہ اپنی انسانی فطرت اور اپنے مزاج کے خلاف کام کر رہی ہوتی ہیں۔ماں کی ممتا کے سائے میں پروش پانے والے بچے ہر اعتبار سے چست اور شائستہ ہوتے ہیں۔لیکن کچھ عورتیں غیر ضروری سرگرمیوں میں مصروف رہنے کی وجہ سے بچوں کو مناست وقت نہیں

دیتیں جس کی وجہ سے پرورش کا عمل صحیح نہج پر نہیں ہوتی ماں کا یہ رویہ سے بچے کو احساس کمتری میں مبتلاء کرتا ہے نتیجہ بچے کسی بھی میدان میں آگے نہیں بڑھ پاتے اور معاشرہ ترقی کی طرف جانے کی بجائے زوال کا شکار ہو جاتا ہے لہذا عورت کا اہم ترین فریضہ ہے کہ بچوں کی پوری توجہ کے ساتھ صحیح نہج پر تربیت کرے تاکہ بچے ذہنی اور نفسیاتی طور پر صحت مند اور متوازن ہوں اور معاشرے کی تعکیر و ترقی میں فعل کردار ادا کر سکیں۔[۳۷]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "اپنی اولاد کو تین باتوں کے ذریعے آداب سکھاؤ"۔

۱۔اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت۔ ۲۔اہل بیتؑ کی محبت۔

۳۔ تلاوتِ قرآن مجید۔[۳۸]

(ii)۔بچوں کو اسلامی تعلیم

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہ گھر میں کسی کو شب قدر میں سونے کی اجازت نہیں دیتی تھیں بلکہ بچوں کو کھانا کم کھلاتی تھیں تاکہ بچے جلدی سو نہ جائیں بچوں کی تربیت والدین کی ذمہ داری ہے اور یہ تربیت ماں کے پیٹ سے شروع ہوتی ہے اور بالغ ہونے تک جاری رہتی ہے۔[۳۹]

۲: عورت کا اجتماعی کردار

عورت اجتماعی کردار پیش کر کے معاشرے کی ترقی میں کردار ادا کر سکتی ہے چاہے وہ اجتماعی کردار سیاسی ہو یا اقتصادی، یا امامت کے دفاع کا مسئلہ ہو یا اپنے حقوق کے مطالبے کا ان تمام مواقع اور حالات میں جناب زہرا، حضرت زینب اور باقی مخدرات نے مثالی کردار پیش کر کے عورت کی حیثیت کو مشخص کیا۔[۴۰]

معاشرے کے لئے کامل نمونہ خواتین:

عورت اتنی عظیم طاقت کی مالک ہے کہ اگر اپنے مضبوط ایمان کے ساتھ ڈٹ جائے تو طاغوتی طاقت بھی اس کے آگے گھٹنے ٹیک دیتی ہے جیسا کہ حضرت آسیہ فرعون کی بیوی نے ہمیشہ اپنے دل میں ایمان کو چھپا کر رکھا لیکن جب حضرت موسیٰ نے جادوگروں کو معجزہ دکھایا تو حضرت موسیٰ پر ایمان لے آئیں جب فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے سمجھایا کہ موسیٰ کے دین کو چھوڑ دو لیکن یہ باہمت خاتون فرعون کے سامنے ہرگز نہ جھکی آخر فرعون نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کو میخوں سے جکڑ دیے جائیں اسے سورج کی جلتی

دھوپ میں جھلسایا جائے اور بڑا پتھر اس کے سینے پر رکھ دیں جس طرح فرعون کے دربار سے بڑھ کر زرق برق اس زمانے میں اور کہیں نہیں تھا اسی طرح فرعون سے بڑھ ظالم اور جابر بھی کوئی نہیں تھا ان سب کے باوجود نہ تو مال و دولت اس حق شناس عورت کو حق کی راہ سے ہٹا سکی اور نہ ہی اس کا ظلم و ستم۔[۴۱]

ایک عورت پاکدامنی و عفت کے ذریعے معاشرے کی ترقی میں کردار ادا کر سکتی ہے جس کا بہترین نمونہ حضرتِ مریم ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں خداوندِ متعال فرماتا ہے: وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ [۴۲]

ترجمہ: اور مریمؑ بنت عمران (مثال کے طور پر پیش کرتا ہے) جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کے کلمات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کیں اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھیں۔[۴۳]

عورت مظلوم حمایت اور ظالم کی مخالفت کر کے معاشرے کی ترقی میں مثبت کردار ادا کر سکتی ہے جس کی عمدہ ترین مثال حضرت زہرا سلام اللہ علیہا ہیں حامل وحی الٰہی اور رسول مکرم جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں فرماتے ہیں۔

حضرت زہرا تمام انسانوں کے لئے ایک کامل نمونہ ہیں ایک طرف سے اچھی بیٹی، بیوی، اور ماں ہیں تو دوسری طرف سے خدا اور سولؐ کی بہترین اطاعت کرنے والی اور وقت کے امام کی حفاظت کرنے والی ہیں۔

ایک عورت بااستقامت ہو کر حق کا ساتھ دے کر معاشرے کی ترقی میں کردار ادا کر سکتی ہے جس کا بہترین نمونہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا ہیں کہ رسولِ خداؐ سے شادی کرنے کے بعد عورتوں نے حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے گھر آنا چھوڑ دیا اور طعنہ دیا کہ محمدؐ یتیم ہیں۔

إِنَ خَدِيجَةَ لَمَّا تَزَوَّجَ بِهَا رَسُولُ اللهِ هَجَرَتْهَا نِسْوَةُ مَكَّةَ فَكُنَّ لَا يَدْخُلْنَ عَلَيْهَا وَ لَا يُسَلِّمْنَ عَلَيْهَا وَ لَا يَتْرُكْنَ امْرَأَةً تَدْخُلُ عَلَيْهَا [۴۴]

جب جناب خدیجہ (س) کی رسولِ خداؐ سے شادی ہوئی تو مکے کی عورتوں نے خدیجہ سے میل جول ترک کر دیا۔ نہ وہ خدیجہ کے گھر میں آتیں اور نہ دوسری عورتوں کو ان کے گھر جانے دیتی تھیں۔

ان تمام پریشانیوں کے باوجود حضرت خدیجہ نے کسی صورت حق کا ساتھ نہیں چھوڑا جب رسولؐ نے اعلان کیا کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں تو جاہل عرب ہاتھوں میں پتھر لیے رسولؐ کا تعاقب کرنے لگے رسولؐ کوہ ابی مبیث پر گئے مشرکین نے آپؐ کا پیچھا کیا حضرت علیؑ نے جناب خدیجہ کو خبر دی جناب خدیجہ رسولؐ کو تلاش کرنے لگیں جب رسولؐ کو گھر لائے تو مشرکین نے گھر پر پتھراؤ کیا جناب خدیجہ باہر نکلیں اور

دشمنوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ ایک شریف خاندان کی عورت کے گھر پر پتھر پھینکتے ہو۔[۴۵]

پیغام حق کو گھر گھر پہنچانے کے لیے ظالم اور جابر حکمرانوں کے مذموم مقاصد کو سبوتاژ کرنے والی ایک شخصیت حضرت زینب (س) ہیں جب یزید نے آلِ رسول کی شان میں گستاخی کی تو حضرت زینب نے فکر انگیز اور ایمان افروز خطبہ دیا تو دربارِ یزید میں ہلچل مچ گئی۔

فقالت زينب بنت علي عليهما السلام: صدق الله و رسوله يا يزيد ثُمَ كانَ عاقِبَةَ الَّذِينَ أَساؤُا السُّواى أَنْ كَذَّبُوا بِآياتِ الله وَ كانُوا بِها يَسْتَهْزِؤُنَ أ ظننت يا يزيد أنه حين أخذ علينا بأطراف الأرض و أكناف السماء---[۴۶]

اس خدا کی حمد ہے کہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے تم گمان کرتے ہو کہ ہم خدا کے نزدیک ذلیل اور تم خدا کے نزدیک عزیز ہو، تو تکبر کرتا ہے کہ ملک اور رہبری کا کام تمہارے لئے ہموار ہو چکا ہے، اے اُس شخص کے بیٹے کہ جس کو ہمارے جد کے آزاد کردہ غلام کے بیٹے کیا یہ عدالت ہے کہ تو اپنی عورتوں اور کنیزوں کو پردے میں رکھے اور رسولؐ کی بیٹیوں کو ننگے سر پھرائے خدایا ہمارے حق کو واپس دلادے ظالموں سے تو جلد بدلا لے۔ اے یزید! آگاہ ہو جاؤ حزب خدا حزب شیطان کے ہاتھوں قتل ہوا جو کچھ تم آگے بھیج چکے ہو جلد اس کو دیکھو گے۔[۴۷]

نتیجہ: ان تمام مطالب سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ عورت انسانی معاشرے کا ایک لازمی اور قابل احترام فرد ہے عورت فردی اور اجتماعی ہر صورت میں معاشرے کی تعمیر و ترقی میں مثبت اور فعال کردار ادا کر سکتی ہے عورت کا حجاب سماجی وقار میں اضافی کر دیتا ہے اسے آگے بڑھنے سے مانع نہیں ہے عورت مختلف روپ میں معاشرے کی ہمہ جہت تشکیل اور تعمیر میں براہ راست شریک ہے اس کے بغیر کائنات کی رنگارنگی، بوقلمونی اور تنوع مفقود ہو جاتا ہے ثقافتی، اقتصادی معاشی، تعلیمی، اخلاقی، تمدنی، مذہبی غرض نظام زندگی کے ہر پہلو کے استحکام میں عورت کو مرکزی کردار کی حیثیت حاصل ہے۔ نسل نو کی تربیت اور پرورش کی سنگین ذمہ داری اس کے کندھے پر ہے جب تربیت کا سلسلہ رک جائے تو معاشرے جمود کا شکار ہو جاتا ہے ارتقاء رک جاتا ہے۔ مقصد حیات کے حصول کا امکان ختم ہو جاتا ہے لہذا عورت کے وجود کو تسلیم کئے بغیر معاشرے کی فلاح و بہبود خارج از امکان ہے اس کے وجود سے انکار در حقیقت نظام فطرت سے انکار ہے۔

* * * * *

حوالہ جات

[1]۔ مترجم: عصمت عبد سلیم، المنجد، لاہور: مکتب دانیال، چ۳، ص۴۶۰
[2]۔ نقوی، سید علی نقی، زندگی کا حکیمانہ تصور، لاہور: معراج کمپنی، چ2015ء، ص۲۳
[3]۔ کامیار عابدی، اکبر علی، دہ خدا، تہران: ۱۳۷۹، ج۳، ص۵۸
[4]۔ ایضا۔
[5]۔ نحل: ۹۷
[6]۔ بلاغ القرآن ترجمہ: شیخ محسن علی نجفی
[7]۔ شیرازی، ناصر مکارم، (مترجم: صفدر حسین نجفی)، تفسیر نمونہ، (لاہور: مصباح القرآن ۱۴۱۷ھ) ج۶، ص۱۳، ۴۱۲
[8]۔ حجرات ۱۳
[9]۔ بلاغ القرآن، شیخ محسن علی
[10]۔ مؤمن: ۴۰
[11]۔ بلاغ القرآن، ترجمہ شیخ محسن علی
[12]۔ شیرازی، ناصر مکارم، تفسیر نمونہ، ج۱۱، ص۲۵۸
[13]۔ ایضاً ص۴۱۴
[14]۔ نحل: ۵۸
[15]۔ نجفی، شیخ محسن علی، بلاغ القرآن
[16]۔ الحویزی، عبد علی، نور الثقلین، (مترجم: محمد حسن جعفری، لاہور: منہاج الصالحین، ۲۰۰۷ء) ج۵، ص۷۸
[17]۔ ری شہری، محمد محمدی، منتخب حکمت نامہ رسول خداؐ، (مترجم: ذولفقار علی سعیدی، لاہور: مصباح القرآن، ۱۴۲۹ھ) ج۱، ص۶۲
[18]۔ خامنہ ای، سید علی الحسینی، (مرتبہ: مجاہد حسین حر)، معاشرے میں عورت کا کردار و مقام، لاہور: معراج کمپنی، ص ۱۷، ۱۸
[19]۔ ایضاً، ص۱۳
[20]۔ الخامنہ ای، سیّد علی الحسینی، خودسازی، لاہور: معراج کمپنی ص۱۲
[21]۔ الخامنہ ای، سیّد علی الحسینی، گوہر ہستی، لاہور: معراج کمپنی، ص۷، ۱۲، ۱۲۶
[22]۔ الخامنہ ای، سیّد علی الحسینی، معاشرے میں عورت کا کردار و مقام، ص۲۰، ۱۹
[23]۔ الخامنہ ای، سیّد علی الحسینی، معاشرے میں عورت کا کردار و مقام، ص۱۵تا۱۷
[24]۔ النقوی، سید علی نقی، رہنمایان اسلام، (لاہور: معراج کمپنی، ۲۰۱۳ء)، ص۴۶
[25]۔ الخامنہ ای، سیّد علی الحسینی، معاشرے میں عورت کا کردار و مقام، ص۲۵تا۳۰
[26]۔ قصص: ۲۵، ۲۳
[27]۔ نجفی، شیخ محسن علی، بلاغ القرآن

[۲۸]۔ شیرازی، ناصر مکارم، تفسیر نمونہ، ج ۹، ص ۶۸

[۲۹]۔ تفرات بن ابراہیم، فسیر فرات الکوفی ۲، ص ۶۷۳۔ حسین بن حمدان، الہدایۃ الکبری ص ۱۷۶، علی بن حسین مسعودی، اثبات الوصیۃ ص ۲۰۱۔ نعمان بن محمد ابن حیون، شرح الأخبار فی فضائل الأئمۃ الأطہار علیہم السلام ج ۳ ص ۲۲۷

[۳۰]۔ عدی غریباوی، منذر حکیم (مترجم: کمیل اصغر زیدی) منارۂ ہدایت حضرت فاطمۃ الزہرا (س)، (کراچی: موسسہ آلِ بیت، ۱۴۳۲ھ)، ج ۳، ص ۱۰

[۳۱]۔ سورہ تحریم: آیہ ۵

[۳۲]۔ نجفی، شیخ محسن علی، بلاغ القرآن

[۳۳]۔ شیرازی، ناصر مکارم، تفسیر نمونہ، ج ۱۴، ص، ۷۵

[۳۴]۔ محدثی، جواد (مترجم: ظفر حسین نقوی)، گہر پارے، (لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ۲۰۱۲) ص، ۲۸۱

[۳۵]۔ قزوینی، محمد کاظم (مترجم: الطاف حسین)، فاطمۃ الزہرا طلوع سے غروب تک، (قم: قزوینی فاؤنڈیشن ۱۹۸۰ء) ص، ۲۰۰ تا ۲۰۲

[۳۶]۔ رشاد، علی اکبر، دانشنامہ فاطمہ، (پژوہشگاہ فرہنگ و اندیشہ اسلامی، چ: اوّل، ۱۳۹۳ھ)، ج ۶، ص ۱۸۲

[۳۷]۔ خامنہ ای، علی حسینی، معاشرے میں عورت کا کردار و مقام، ص ۳۴، ۳۳

[۳۸]۔ محدثی، جواد، گہر پارے ص ۳۸۱

[۳۹]۔ مظفری، حیدر (مترجم: ضامن حسین)، چہاردہ معصومین کی مائیں، لاہور: معراج کمپنی، ص، ۱۰۸

[۴۰]۔ الحسینی، سید علی، عورت گوہر ہستی، لاہور: معراج کمپنی، ص، ۱۴۷

[۴۱]۔ شیرازی، ناصر مکارم، (مترجم: اقبال حیدر حیدری) قصص القرآن، (لاہور: مصباح القرآن، ۱۴۳۳ھ)، ص ۲۱۱، ۲۱۰

[۴۲]۔ سورہ تحریم آیہ ۱۲

[۴۳]۔ نجفی، شیخ محسن علی، بلاغ القرآن

[۴۴]۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، الأمالی (للصدوق)، (تہران: کتابچی، چاپ: ششم، ۱۳۷۶ش) ص، ۵۹۳

[۴۵]۔ مظفری، حیدر، چہاردہ معصومین کی مائیں، مترجم: ضامن حسین نقوی، لاہور: معراج کمپنی، ص ۵۳ تا ۵۶

[۴۶]۔ ابن طیفور، احمد بن ابی طاہر، بلاغات النساء، (قم: الشریف الرضی، چ: اول، بی تا،) ص ۳۵

[۴۷]۔ اشتہاردی، محمد (مترجم: موسیٰ بیگ نجفی)، مصائب آل محمد، لاہور: معراج کمپنی، ۲۰۱۲ء، ص ۴۰۰ تا ۴۰۳

منابع وماخذ

۱۔ قرآن
۲۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، الامالی (للصدوق)، تہران: کتابچی، چاپ: ششم، ۱۳۷۶ش۔
۳۔ ابن حیون، نعمان بن محمد مغربی، (محقق: حسینی جلالی، محمد حسین)، شرح الاخبار فی فضائل الائمۃ الاطہار علیہم السلام، قم: جامعہ مدرسین، بی جا۱۴۰۹ق،
۴۔ ابن طیفور، احمد بن ابی طاہر، بلاغات النساء، قم: الشریف الرضی، چ: اول، بی تا۔
۵۔ اشتہاردی، محمد، (مترجم: موسیٰ بیگ نجفی)، مصائب آل محمد، لاہور، معراج کمپنی، ۲۰۱۲
۶۔ النقوی، سید علی نقی، رہنمایان اسلام، لاہور: معراج کمپنی، ۲۰۱۳ء
۷۔ الحویزی، شیخ عبد علی، نورالثقلین، (مترجم: محمد حسن جعفری)، لاہور: منہاج الصالحین، ۲۰۰۷ء۔
۸۔ خامنہ ای، سید علی الحسینی، معاشرے میں عورت کا کردار و مقام، لاہور: معراج کمپنی۔
۹۔ الخامنہ ای، علی الحسینی، خود سازی، لاہور: معراج کمپنی۔
۱۰۔ خصیبی، حسین بن حمدان الہدایۃ الکبری بیروت: البلاغ، ۱۴۱۹ق،
۱۱۔ شہری، محمد محمدی ری، منتخب حکمت نامہ رسول خداؐ، (مترجم: ذوالفقار علی سعیدی)، لاہور: مصباح القرآن، ۱۴۲۹ھ۔
۱۲۔ علی اکبر رشاد، دانشنامہ فاطمہ، پژوہشگاہ فرہنگ واندیشہ اسلامی چ: اول، ۱۳۹۳ھ۔
۱۳۔ غریباوی، عدی، (مترجم: کمیل اصغر زیدی) منارۂ ہدایت، کراچی: موسسہ آلِ بیت، چ: دوم، ۱۴۳۲ھ۔
۱۴۔ قزوینی، محمد کاظم، (مترجم: الطاف حسین)، فاطمۃ الزہرا طلوع سے غروب تک، قم: قزوینی فاؤنڈیشن ۱۹۸۰ء
۱۵۔ کوفی، فرات بن ابراہیم (محقق: کاظم، محمد)، تفسیر فرات الکوفی، تہران: مؤسسۃ الطبع والنشر فی وزارۃ الارشاد الاسلامی، ۱۴۱۰ق
۱۶۔ محدثی، جواد، (مترجم: ظفر حسین نقوی)، گہرپارے، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ۲۰۱۲ء۔
۱۷۔ مسعودی، علی بن حسین، اثبات الوصیۃ، قم/ایران: انصاریان ۱۳۸۴ / ۱۴۲۶
۱۸۔ مظفری، حیدر، چہاردہ معصومین کی مائیں، (مترجم: ضامن حسین نقوی)، لاہور: معراج کمپنی۔
۱۹۔ مکارم شیرازی، ناصر، (مترجم: صفدر حسین نجفی)، تفسیر نمونہ، لاہور: مصباح القرآن ۱۴۱۷ھ۔
۲۰۔ مکارم شیرازی، ناصر، (مترجم: اقبال حیدر حیدری) قصص القرآن، لاہور: مصباح القرآن، ۱۴۳۳ھ۔
۲۱۔ الخامنہ ای، علی الحسینی، گوہر ہستی، لاہور: معراج کمپنی۔
۲۲۔ عابدی، کامیار، دہ خدا، تہران: ۱۳۷۹۔
۲۳۔ مترجم: عصمت عبد سلیم، المنجد، لاہور: مکتب دانیال، چ۳۔
۲۴۔ نقوی، سید علی نقی، زندگی کا حکیمانہ تصور، لاہور: معراج کمپنی، ۲۰۱۵۔